جس سے خود اسے سبق لینا چاہئے۔ یہ ہیں وہ اقوال جن سے صاف واضح ہو گیا ہوگا کہ اسلام ہی مجموعہ کمالات ہے۔ اب آپ تیسرے اصول کو لیجئے۔ اسلام ہی ہے جس نے جزئیات مسائل کو بھی صاف صاف بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ ایک ذلیل چیز کو بھی تمہارے لئے مثال میں صاف صاف بیان کر دے" اسلام ہی ہے جس نے ہر چیز کو بالوضاحت بیان کر دیا یہاں تک کہ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا ملنا جلنا بڑوں سے کس طرح بات کی جائے چھوٹوں سے کس طرح برتاؤ رکھا جائے غرض کہ جتنی چیزوں کی ضرورت انسانوں کو ہوتی ہے ہر ایک کو صاف صاف بیان کر دیا۔ اب آپ پر روشن ہو گیا ہوگا کہ صرف اسلام ہی عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے +

مسلمانوں کے علمی کارنامے

(۳)

(از مولوی محمد سلیمان صاحب صدیقی ہسنیاوی متعلم دارالحدیث جاشپلی)

(منطق و فلسفہ) مسلمانوں نے جہاں دوسرے علوم وفنون کی سرپرستی کی ہے وہاں اُن یونانی علوم وفنون میں جو کہ صدیوں سے قصہ پارینہ ہو چکے تھے اور جو عالم نزع میں اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں گذار کر رہے تھے زندگی کی ایک نئی روح پھونک دی اور جس کی نشر واشاعت کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ یہاں تک کہ درخشاں ستارے بنا کر آسمان علوم پر چمکا دئے سے

ارسطو کے مردہ فنوں کو جلایا — فلاطون کو پھر زندہ کر کے دکھایا
ہر ایک شہر و قریہ کو یوناں بنایا — مزہ علم و حکمت کا سب کو چکھایا

جب بنی عباسیہ کا پر شوکت دور حکومت شروع ہوا اس کے اوائل ہی میں خلفائے بنی عباسیہ کی کرم گسترانہ التفات سے علوم یونانی کی بہت سی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں کرایا گیا سب سے پہلے خلیفہ ابو جعفر منصور نے کتب قدیمہ کے ترجمہ کی طرف توجہ کی اور مختلف ماہرین فن کو اس کام کے انجام دینے کی غرض سے مقرر کیا بقراط و جالینوس اور بطلیموس کی کتابوں کو عربی میں منتقل کرایا اس کے بعد ہارون الرشید نے اس کام کی طرف خاص طور سے توجہ کی اور بیت الحکمت کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس میں کتابوں کے ترجمے کئے جاتے تھے جب مامون کا دور حکومت شروع ہوا تو اس نے بھی یونانی علوم کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا اس کو چونکہ فلسفہ سے بہت ذوق تھا اس لئے اس نے فلسفہ کی طرف بہت اعتنا کیا اور قیصر کو ایک خط لکھا کہ علوم قدیمہ کی جو کتابیں روم میں محفوظ ہیں وہ ہمارے پاس بھیجدی جائیں قیصر نے پہلے تو انکار کیا لیکن پھر راضی ہو گیا کیونکہ مذہبی پیشواؤں نے اس کو مشورے دئیے کہ یہ

(فلسفہ کی) کتابیں گمراہی و بے دینی کا منبع ہیں لہذا بہتر ہے کہ مسلمانوں کے پاس بھیجدی جائیں جب کتابیں آگئیں تو ان کو عربی میں منتقل کرنے کیلئے بہت سے مترجموں کو مقرر کردیا جنھوں نے اس کام کو انجام دیا ان مترجموں میں سب سے نامور اور اپنے وقت کا مانا ہوا استاد یعقوب بن اسحاق کندی تھا جو منطق فلسفہ۔ ہندسہ۔ نجوم اور طب وغیرہ میں کامل تھا اسلام میں فلسفی اور حکیم کا لقب سب سے پہلے اسی کو ملا اس نے ارسطو کے فلسفہ اور منطق کو عربی میں نقل کیا اور ان میں جو مشکلات تھیں وہ بھی حل کردیں غرضیکہ منطق و فلسفہ میں فرزندانِ اسلام نے وہ کمالات حاصل کئے تھے کہ جس کی نظیر کسی قوم کی تاریخ نہیں پیش کرسکتی کیا آج کوئی ہے؟ جو منطق و فلسفہ اور علم کلام میں ابونصر فارابی ارسطوثانی شیخ الرئیس بوعلی سینا امام فخرالدین رازی امام غزالی نصیرالدین طوسی شیخ شہاب الدین مقتول کندی ابن ماجہ۔ ابن رشد ابوالحسن فصیحی جیسے کاملین فن پیش کرسکے؟

علم ہیئت

پیروان اسلام جس طریقہ سے دیگر علوم وفنون کے میدان مسابقت میں اقوام عالم سے گوئے سبقت لے گئے ہیں ویسے ہی صحرائے علم ہیئت میں بھی اپنی تحقیقات کے گھوڑے دوڑائے ہیں اور اپنی ذہانت و فطانت ذکاوت و دقت نظری اور تحقیق و تدقیق کے وہ ثبوت دیئے ہیں اور اس کے میدان کو اس قدر وسعت دی ہے کہ ان کے اس کارنامے کا روشن آفتاب افق تواریخ پر تاقیام قیامت چمکتا ہوا رہیگا۔ اور اقوام دنیا کی نظروں میں ہمیشہ چکا چوند پیدا کرتا رہیگا کون نہیں جانتا کہ صدیوں تک مسلمانوں کے فیض سے بغداد میں چشمۂ علم ہیئت ابلتا رہا اور تشنگان علم ہیئت کو سیراب کرتا رہا بلکہ ہروہ شخص جسکو تواریخ عالم کے مطالعہ کا موقعہ ملاہے وہ اس حقیقت سے خوب واقف ہے کہ بغداد کے مدرسۂ علم ہیئت کا قیام ۸۵۰ء سے ۱۵۵۰ء تک یعنی سات سو برس تک رہا اور اس مدت میں ایسے ایسے ہیئت دانوں کو پیدا کیا کہ جن کی شہرت کی صدا فضائے آسمانی میں گونجتی تھی بغداد اگرچہ اس تعلیم کا بہت بڑا مرکز تھا لیکن اور مقامات میں بھی اس علم کی تحقیقات جاری تھی وسط ایشیا سے لیکر سواحل اٹلانٹک تک دمشق۔ سمرقند۔ قاہرہ۔ فارس۔ طلیطلہ۔ قرطبہ ان سب مقامات میں ماہرین علم ہیئت بکثرت موجود تھے۔ ہیئت کا شہرہ آفاق مدرسہ جیسے بغداد میں اپنی آغوش میں اقوام عالم کی قوت دماغی کی نشوونما کررہا تھا ویسے ہی قاہرہ اور اندلس میں بھی علم ہیئت کے بڑے بڑے مدارس موجود تھے جس کے خرمن ہیئت سے لوگ خوشہ چینی کررہے تھے خلفائے عباسیہ میں سے جس نے بغداد کو اپنا دارالخلافت بنایا اس نے ہیئت و ہندسہ کی تعلیم کو بڑی ترقی دی اقلیدس و آرکی میڈیز و بطلیموس کی تصنیفات اور کل کتب علمیہ کو یونانی سے ترجمہ کرایا بالخصوص مامون الرشید کے زمانے میں بغداد کے مدرسۂ "ہیئت" نے بڑے بڑے کام کئے اس مدرسہ کی منجملہ اور تحقیقات کے وہ تقویمیں تھیں جن میں سیاروں کے برج درج تھے اور جس میں استقبال معدل النہار نہایت صحت کے ساتھ دریافت کیا گیا تھا اس زمانے کے ماہرین علم ہیئت میں سے محمد بن جرالتبانی تھے ان کا درجہ مسلمان ہیئت دانوں میں ویسا ہی ہے جیسا بطلیموس کا حکمائے یونان میں۔ بطلیموس کی طرح اس نے بھی اپنی تصنیف میں اپنے زمانہ کے کل مسائل ہیئت جمع کئے ہیں موسیٰ بن شاکر کے تین لڑکے تھے جو بہت بڑے مشہور مہندس تھے جنھوں نے

استقبال معدل النہار کو ایسی صحت سے دریافت کیا تھا جس صحت سے اس وقت یہ مسئلہ معرض تحقیق میں نہیں آیا تھا۔ خلفائے مصر کو بھی علم وفضل کی حمایت کا ویسا ہی فخر حاصل تھا جیسا کہ خلفائے بغداد کو جنھوں نے مقطم کی چوٹی پر بہت بڑا رصد خانہ بنوایا تھا اسی رصد خانہ میں ابن یونس نے الحاکم کے زمانہ حکمرانی میں وہ بڑی زیج[5] تیار کی تھی جو زیج حاکمیہ کے نام سے مشہور ہے جس نے اس وقت کی موجودہ زیجوں کو بیکار کر دیا تھا یہ وہ زیج ہے جو علم ہیئت کی کل کتابوں میں نقل کی گئی ہے ابن السندی جو ۱۰۴۰ء میں قاہرہ میں رہتا تھا وہ لکھتا ہے اس شہر کے کتب خانہ میں دو کرۂ سماوی اور چھ ہزار کتابیں ریاضی اور ہیئت کی تھیں ان مہندسوں میں ابوالحسن مراکشی نے افریقہ کے شہروں کا عرض بلد جو مراکش اور قاہرہ کے بیچ میں ہیں دریافت کیا تھا اور اپنی تحقیقات کو ایک کتاب میں جس کا نام "ابتدا وانتہا" ہے جمع کیا تھا ابوریحان بیرونی محمود غزنوی کے منشی نے دنیا کے بڑے بڑے مقامات کے طول بلد وعرض بلد کی جدولیں تیار کی تھیں سلاطین مغلیہ نے بھی جہاں دوسرے علوم وفنون کی سرپرستی کی ہے وہاں علم ہیئت کی خدمت بھی اعلیٰ پیمانہ پر کی چنانچہ ۱۲۵۹ء میں ہلاکو خاں نے بڑے بڑے علما کو دربار میں جمع کیا اور اپنے دارالسلطنت مراغہ میں ایک بہت بڑا رصد خانہ نمونہ کے طور پر بنوایا۔ ہلاکو خاں کے بھائی قبلی خاں جس نے اس وقت چین کو فتح کیا تھا قاہرہ اور بغداد کی تصنیفات ہیئت کو چین میں لے گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چین کے مہندسین نے اور بالخصوص کوشوکنگ نے ان ہی کتابوں سے کل ہیئت کا علم حاصل کیا تھا۔ تیمور لنگ نے سمرقند کو اپنی اس عظیم الشان حکومت کا جس میں ترکستان وایران اور ہندوستان بھی شامل تھے دارالسلطنت بنایا تو اس نے بھی علمائے اسلام کو جمع کیا اس کے پوتے الغ بیگ کو بھی جو سمرقند کا بادشاہ تھا علم ہیئت کا بے انتہا شوق تھا اس نے بھی بہت سے علمائے اسلام کو جمع کیا تھا اُس نے ایک بہت بڑا رصد خانہ بنوایا کہ جیسا اس وقت تک نہیں بنا تھا اور اس میں عجیب وغریب رصدی آلات نصب کئے جس میں سے ربع دائرہ نہایت مشہور ہے جس تصنیف کو الغ بیگ نے ۱۴۳۷ء میں شائع کیا اس سے ہمیں پورا اندازہ ہوتا ہے کہ پندرہویں صدی تک مسلمانوں میں علم ہیئت کا شوق وولولہ بہت پایا جاتا تھا اور اس وقت بھی اس فن کے علما مشہور زمانہ تھے اس کتاب کا پہلا حصہ علم ہیئت میں ہے اس میں وقت کی تقسیمیں تقویم اور عام اصول علم ہیئت درج ہیں اس کے بعد عملی ہیئت سے بحث کی گئی ہے اور کسوف وخسوف کے حسابات اور جدولوں کے بنانے اور استعمال کی ترکیبیں دکھائی گئی ہیں اور جدولوں کی فہرست چاند وسورج اور سیاروں کی حرکتیں اور دنیا کے بڑے بڑے شہروں کے طول اور عرض بلد لکھے ہوئے ہیں۔

علم ریاضی

مسلمانوں نے علوم ریاضیہ میں بھی کافی مہارت پیدا کر لی تھی اور اس علم کی نشوونما میں بھی مسلمانوں نے دیگر علوم کی طرح کافی حصہ لیا ہے چنانچہ ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ عربوں نے علوم ریاضیہ کو بہت رواج دیا انھوں نے جبر ومقابلہ میں بڑی ترقی کی بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس علم کے موجد مسلمان ہی ہیں اگرچہ اس کے اصول بہت پہلے سے معلوم تھے لیکن عربوں نے جو ترقی اس میں کی اس نے بالکل اس علم کی

عـــہ[5] زیج کہتے ہیں اس کتاب کو کہ جس میں حرکت افلاک وکواکب لکھی جاتی ہے ۱۲

صورت بدل دی اور مسلمانوں ہی نے اول اول جبر و مقابلے سے اقلیدس میں کام لیا۔ مسلمانوں میں جبر و مقابلہ کا شوق اسقدر پھیلا ہوا تھا کہ مامون الرشید نے نویں صدی عیسوی کے اوائل میں اپنے دربار کے ایک بہت بڑے مہندس ابو جعفر محمد بن موسیٰ کو اس علم میں ایک عام فہم کتاب لکھنے کا حکم دیا غرضیکہ مسلمانوں میں بہت بڑے بڑے ریاضی دان گذرے ہیں مثلاً عمر خیام۔ ابن شاطر۔ ابن ہیثم۔ شرف الدین طوسی۔ ابن حاجب وغیرہ علوم ریاضیہ میں کامل الفن اور اپنے وقت کے مانے ہوئے استاد تھے۔

جغرافیہ

مسلمانوں کو دیگر علوم کی طرح جغرافیہ سے بھی کافی شغف تھا چنانچہ بہت سے افراد ایسے گذرے ہیں جنھوں نے جغرافیہ نویسی میں صحرا نوردی کی ہے اور جغرافیائی معلومات کے حصول کی غرض سے دریاؤں پہاڑوں اور جنگلوں کی خاک چھانی ہے ان ہی معززین و محققین میں سے ایک مسعودی بھی ہیں۔ جنھوں نے اپنی عمر کے پچیس سال ممالک اسلامیہ اور قرب و جوار کے ملک مثل ہندوستان وغیرہ کے سفر میں صرف کئے ان کی تحقیقات مختلف کتابوں میں شائع ہوئیں علی الخصوص کتاب مروج الذہب میں ابن خلدون ان کی کتاب مروج الذہب کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہے کہ مروج الذہب میں مسعودی نے اقوام مشرق و مغرب کی وہ حالتیں دکھائی ہیں جو ۳۳۲ھ میں تھیں اسی کتاب سے ہمیں ان کے مذہب ان کے عادات و اوضاع اور ان ملکوں کے حالات جہاں وہ رہتے تھے ان کے پہاڑ سمندر تقسیمات ملکی وغیرہ معلوم ہوتے ہیں علاوہ ازیں مسعودی کی کتاب ایک نمونہ ہے جس کی دوسرے مورخین نے تقلید کی ہے اور ایک ماخذ ہے جس سے وہ خوشہ چینی کرتے ہیں اور ایک معیار و کسوٹی ہے جس کی طرف وہ سب اپنی معلومات کی صحت اور غلطی کے دریافت کرنے کیلئے رجوع کرتے ہیں ایسے ہی ابن حوقل کی ذات دنیائے جغرافیہ میں درخشاں ہے۔ جس نے اپنی وسیع معلومات اور خداداد قابلیت سے علم جغرافیہ کو بام عروج پر پہنچا دیا ہے اس نے اپنے سفر و سیاحت کا آغاز اس وقت کیا ہے جبکہ مسعودی اپنے لباس سیاحی کو اتار چکا تھا اور بادیہ پیمائی و صحرا نوردی کو ترک کر چکا تھا۔ بعد اس سیاحت طویلہ اور مسافت شاقہ کے جغرافیہ میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا ذکر یوں کرتا ہے کہ میں نے اپنی کتاب میں روئے زمین کو طولاً اور عرضاً بیان کیا ہے اور ممالک اسلامی کی توضیح کی ہے ہر ایک ملک کی بابت ایک نقشہ شریک ہے جس میں مختلف ممالک دکھائے گئے ہیں ہر ایک ملک کی سرحدیں۔ شہر۔ صوبجات۔ دریا۔ سمندر ملک کی پیداوار مختلف قسم کے محاصل وہ بڑے راستے جو ملک میں سے گذرتے ہیں وہ فاصلے جو ایک ملک سے دوسرے ملک کے درمیان واقع ہیں اور اجناس تجارت جو زیادہ مفید ہیں غرض کل چیزیں جو علم جغرافیہ کو بادشاہ و وزرا اور کل طبقات کے اشخاص کے لئے دلچسپ بناتی ہیں احاطۂ تحریر میں لایا ہوں۔ البیرونی جو محمود غزنوی کی فوج کے ساتھ سنہ ۱۰۱۷ء میں ہندوستان میں آیا یہاں آنے کے بعد سندھ اور شمالی ہند کی بابت بہت سے مشاہدات شائع کئے اور حسابات نجومی کی رو سے اس ملک کے نقشہ درست کرنے کا ارادہ کیا ابو القاسم بن حوقل بہت مشہور مسلمان جغرافی ہے جو ۹۴۲ء میں بغداد سے روانہ ہوا اور اٹھائیس سال تک تمام ممالک اسلامیہ میں سفر کیا بعدہ جغرافیہ کی کتاب لکھی اس کے جغرافیہ